ناظم حکمت اور سامراجیت کی مخالفت

ڈاکٹر جلال صوئیدان*

Abstract:

Nazim Hikmet Ran, spent his whole life combating against the exploitation and disparity shown in every nook and corneer of the world. Seeing that the western imperialism was exploiting the backwardness of the east Nazim raised his protest against it. His struglle was not confined to the frontirs of Anatolia only but his reaction was extended wherever he observed this exploitation. This is why the world recognized him as an international poet.

ناظم حکمت کی پیدائش کی صد سالہ برسی کے سال ۲۰۰۲ء میں یونیسکو کی طرف سے ’’سال ناظم حکمت‘‘ کا اعلان کیا گیا تو دنیا بھر کے ارادیت پسندوں (activists) نے ترکوں کے بین الاقوامی سطح کے اہم شاعر کی یاد کو تازہ کیا۔اس عالمی شہرت کے حامل شاعر کی مقبولیت یقیناً اس کی انسان دوستی اور عالمی سچ کے سبب ہی ہے۔

اس کے سیاسی افکار کی وجہ سے خود اس کی اپنی حکومت کی طرف سے اسے ’غدارِ وطن‘‘ قرار دے کر دیس بدر کر دیا گیا حالانکہ اس نے عالمی افکار و واقعات کو اپنی تخلیقات کا موضوع بنایا اور دُنیا میں جہاں کہیں بھی ظلم یا استحصال ہوا یا آزادی کی جنگ لڑی گئی وہ اپنے قلم کے ساتھ اس جہاد میں شامل رہا۔اپنے ملک میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ جاسوسی اداروں نے اس کی زندگی اجیرن بنا دی اور وہ اپنے ملک سے جدا ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ملک سے نکالنے کے لیے اسے وطن کا باغی اور معتوب قرار دیا گیا۔ناظم کے ایک متخصص ندیم گرسل کا یہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ ناظم کے ساتھ کتنی بڑی ناانصافی کی گئی:

> ’’ناظم کے چاہنے والے ہوں یا اس پر تنقید کرنے والے حتیٰ کہ اس کو بے خطا قید و بند کی صعوبتوں میں ڈالنے والے بھی اس کو ترکی زبان کے عظیم ترین شعراء میں شمار کرنے

* صدرِ شعبہ اُردو، ڈی، ٹی، سی، ایف، انقرہ یونیورسٹی، ترکی۔

میں ہم خیال ہیں۔''(۱)

اس مضمون میں ناظم حکمت کی داستان حیات کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے اس موضوع پر ضروری معلومات مہیا کی جا چکی ہیں۔(۲) ناظم حکمت نے دورِ شباب ہی سے شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے ابتدائی کلام میں عثمانی سلطنت کے عمومی تنزل، جنگوں میں پسپائی اور وطن پر قبضہ جمانے والوں کے سبب سے اُبھرنے والے قومی جذبات نے اہم جگہ پائی۔(۳) ناظم کی ابتدائی نظموں میں قومی جذبات نے وقت کے ساتھ ساتھ مغربی توسیع پسندی کی مخالفت کی شکل اختیار کر لی اور ۱۹۲۲-۱۹۲۴ء کے دوران میں روس میں اقتصادیات اور سماجیات کے شعبے میں تعلیم پانے کے سبب روسی انقلاب کو زیادہ قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ ناظم حکمت کی شاعری اور دیگر کتابوں کا تجزیہ کیا جائے تو ان کی بنیادی خصوصیت حب الوطنی کا جذبہ اور مغربی استعمار پسندی کے خلاف بغاوت دکھائی دیتی ہے۔(۴) ناظم حکمت کی جوانی کے ماہ و سال اناطولیہ پر مغربیوں کی یلغار کا زمانہ ہے۔ ایک طرف تو اناطولیہ پر اہل مغرب کے حملے اور دوسری طرف بیشتر ایشیائی اور افریقی اقوام کو استعماریت کے تحت لانے کے سبب مغربیوں کے خلاف ناظم کی نظموں میں شدید غم و غصہ کا اظہار ملتا ہے۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد اہل مغرب کی طرف سے وطن پر حملے اور نتیجتاً اس کی قومی عظمت کی تذلیل کرنے کے موضوع کو ناظم حکمت کی شاعری میں اہم جگہ ملی۔ اس سے منسلک یہ کہ ملک کی عوام نے جس طرح اپنی آزادی اور مادرِ وطن کے تحفظ کے لیے مغربی استعمار کے خلاف جدوجہد کی اس کو بھی اکثر نظموں میں پیش کیا۔ ملکی سرزمین کے تحفظ اور اس کی ناموس اور وقار کو برقرار رکھنے کے لیے قوم کے جذبات کو اُبھارا مگر اس کے دماغ میں محض قومی شرف اور وقار کا خیال ہی جاگزین نہ تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے پیش نظر انسانی وقار کے تحفظ کا مسئلہ درپیش تھا۔ خواہ یہ انسانی وقار دنیا کے کسی کونے میں پاؤں تلے کچلا جا رہا ہو۔ ناظم حکمت ایسی ہر حرکت کے خلاف اپنے شعروں میں آوازِ بلند کرتا ہے۔ وہ انسانوں کا آزادی اور برابری کے تحت زندگی گزارنے کا آرزومند ہے۔ ''۲۳ رسینٹ کی فوج کے متعلق''(۵) کے عنوان سے نظم میں یہ بتاتے ہیں کہ ترک فوج اس زمانے سے ظلم کے خلاف حریت کے لیے جنگ کرتی رہی کہ:

> ''............آپ کی زبان پر ابھی کچھ واضح نہ تھے مفہوم ظلم جیسے، حریت جیسے،
> بھائی چارے جیسے الفاظ کے اس نے ظلم کے خلاف جنگ کی۔(۶)

پھر اسی نظم میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تمام اقوام کے شرف اور وقار کو یکساں خیال کرنا ضروری ہے اور اقوام کی تذلیل استعمار پسندوں کو بہت مہنگی پڑتی ہے۔

خیر حیران نہ ہو:

کل یہ سودا آپ کو بہت مہنگا پڑے گا
یہ ۲۳ سینٹ کی فوج
یعنی میری مفلس، دلیر، محنتی ملت
ہر ملت کی طرح عظیم ترک ملت (۷)

ناظم حکمت کی ابتدائی شاعری میں نظر آنے والی یہ خصوصیت وقت کے ساتھ افزوں ہو کر محض اناطولیہ کی سرزمین میں نہیں بلکہ ساری دُنیا کی سرزمینوں میں امپیریلزم کے خلاف احتجاج کی آواز بن گئی۔ جس طرح ن م راشد نے ''ایران میں اجنبی'' اور اپنے دوسرے مجموعوں میں مشرقی اقوام کو مغربی استعماریت کے خلاف خبردار کیا اسی طرح ناظم نے بھی ترک قوم پر حملے اور قومی جنگِ آزادی سے حاصل کردہ تجربات کو اسیری کے پنجے میں گرفتار اقوام تک پہنچانے کو اپنا فرض جانا۔ یہ صورتِ حال اس کی شاعری کو قومی یا ملی حدود سے نکال کر بین الاقوامی سطح کی بلند تر شاعری کے زمرے میں لا بٹھاتی ہے۔ ناظم حکمت کی مغربی نفوذ کے خلاف لکھی گئی نظموں میں دُنیا میں جہاں کہیں بھی کسی خطرے کا احساس ہوا، ان کا موضوع بن گیا۔ جب اٹلی نے مصر پر قبضہ کیا تو ناظم نے اپنی نظم ''استقلال'' میں مصری بھائیوں کو جگایا اور اپنی قومی جنگ کو مثال کے طور پر پیش کیا۔ ''ہم نے ان کو سمندر میں دھکیل دیا'' کہتے ہوئے انہیں جوش دلاتے ہیں کہ وہ بھی ایسا کر سکتے ہیں:

یہ زرہ پوش جنگی جہاز، یہ لشکر؛ میں خوب جانتا ہوں
میرے بھی دریاؤں میں داخل ہوئے تھے
میری سبھی سرزمین میں گھس آئے تھے رات کے وقت
میرے بھی خون کے پیاسے تھے
چرانا چاہتے تھے میری آنکھوں کی روشنی
میرے ہاتھوں کے ہنر
ہم نے ان کو دریاؤں میں دفن کر دیا
۱۹۲۲ء کے برسوں میں......
میرے مصری بھائی!
ہمارے گیت بھائی ہیں،

ہمارے نام بھائی ہیں
ہماری ناداریاں بھائی ہیں
ہماری تھکاوٹیں بھائی ہیں
ہمارے شہروں میں حسین، عظیم، جاندار جو کچھ ہیں
انسان، شاہراہیں، چنار
سب تیرے ساتھ ہی تیرے جنگ میں
میری بستیوں میں کلامِ قدیم پڑھا جاتا ہے تیری زبان میں
تیری فتح کے لیے............
مصری بھائی، میں جانتا ہوں، میں جانتا ہوں
استقلال کوئی بس نہیں کہ ایک سے رہ گئے تو دوسری پر چڑھ گئے!
استقلال ہماری محبوبہ کی طرح ہے
ایک دفعہ دھوکا کھایا تو لوٹ کر پھر نہیں آئی
مصری بھائی! تیری نہر میں ملا ہے تیرا لہو
انسان کا وطن دوگنا اپنا ہو جاتا ہے
جب اپنی مٹی میں، اپنے پانیوں میں اس کا لہو ملتا ہے
اس ملت کو جیتا نہیں سمجھنا چاہیے
جو اپنے وطن کے لیے مرنا نہ جانتی ہو......(۸) (نومبر ۱۹۵۶ء)

ناظم حکمت مغربی استعماریت پر تنقیدی نظموں میں مختلف کہانیاں بھی بیان کرتے ہیں۔ چین اور ہندوستان کی کہانی میں دنیا کو اپنے شکنجے میں لینے کی کوشش کرتی استعماریت کی پیرس سے چین تک اپنی لمبی باہیں پھیلا کر اور منظّم طریقے سے اپنا دباوٗ ڈالتی دکھائی دیتی ہے۔ ۱۹۳۰ء میں ''۱+۱=ایک'' کے عنوان سے شائع ہونے والے مجموعے کی پہلی نظم کا عنوان ناظم کے استعماریت پر اظہارِ خیال کا خلاصہ ہے:

ازمیر سے بحیرہ روم غرق شدہ اور بہت جلد
بمبئی سے بحر ہند میں غرق کی جانے والی امپریلزم کی مشرق تک پھیلی ہوئی
دیوار کے بارے میں لکھی جا چکی ہے

......اِس دیوار کی بنیاد کا پہلا پتھر
امپریلزم کے پہلے قدم سے آ رہا ہے
اس دیوار کی بنیاد میں
ہمارے لوگوں کی ایفل جیسی ہڈیاں اونچی ہو رہی ہیں
اس دیوار کا ایک سرا لکڑی کے ہل والے زرد چین میں
دوسرا سرا فولادی، بجلی والے نیویارک میں ہے
......اِس دیوار کے پتھروں کو چاٹتے ہوئے
کالی قمیض والا مسولینی اپنی باری کا انتظار کر رہا ہے
اٹلی کا لمبا بوٹ خون میں تیر رہا ہے
وہ دیوار دوسرے بالقان کی مانند بلند ہو رہی ہے بالقان میں
وہ دیوار، وہ دیوار، وہ دیوار
اس دیوار کے سائے میں ہمارے لوگوں پر گولیاں چل رہی ہیں (۹)

۱۹۳۲ء میں چھپنے والی ''بینر جی نے خود کو کیوں مارا؟'' نامی مجموعے میں استعماری قوتوں کی مکاریوں اور مشرقی اقوام پر ڈھائے گئے ظلم، پولیس اور مقامی لوگوں میں سے بعض سانجھیوں کی طرف سے عوام کو بیچنے کی کہانی بیان کی ہے۔ منظوم کہانی کی ہیئت میں لکھی گئی اس نظم میں یہ بتایا جاتا ہے کہ انگریزوں کے خلاف لڑنے والے گروہ کے ایک ممبر بینر جی پر جھوٹا الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ انگریزوں کا جاسوس ہے۔ دوستوں نے بھی اس افترا پر یقین کر لیا بینر جی اس کو برداشت نہ کر سکے اور اپنے آپ کو مارنے کا ارادہ کر لیا۔ شاعر اس کو باز رکھنے کے لیے کلکتہ تک گیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

''ایک ہندوستانی کی زبان سے'' کے عنوان سے نظم میں یہ بتایا ہے کہ انگریزی استعمار سے بچنے کے لیے نبرد آزما ایک ہندوستانی اسی طرح کے تجربے سے گزرے ہوئے دوستوں سے مدد کا طلب گار ہے۔

مشرق سے آ رہا ہوں
مشرق کی صدائے بغاوت بلند کرتے ہوئے آ رہا ہوں
شمالی ہواؤں کے دوش پر سفر کرتے ہوئے طے کی ہیں
ایشیا کی راہیں، پہنچا ہوں تیرے پاس!

بڑھا دو بازو، بغل گیر ہو جاؤ مجھ سے
مشرق سے آ رہا ہوں
مشرق کی صدائے بغاوت بلند کرتے ہوئے آ رہا ہوں
مشرق کا ہوں؛ بغاوت کا حق رکھتا ہوں (۱۰)

''داستان قوائے ملی'' میں ترکوں کی جنگ آزادی کی ایک طویل داستان بیان کی گئی ہے۔اس داستان میں یہ بتایا گیا ہے کہ حملہ آور قوتوں کے مقابل قومی دفاع کے لیے کتنی عظیم قربانی دے گئیں۔اس کے علاوہ ملکی اور عالمی سطح پر اپنے مفادات کے لیے ضمیر فروشی کرنے والے غداروں سے بحث کی گئی ہیاور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس قسم کے غدار ہر معاشرے میں موجود ہوتے ہیں لیکن بہر حال ان سے یقیناً حساب لیا جائے گا۔

ہم نے آگ اور غداری دیکھی
اور خونی بینکروں کے بازار میں ملک کو جرمنوں کے ہاتھوں بیچنے والے
آرام سے مردوں کے اوپر سونے والے
اپنی جانیں اور اپنے سروں کو عوام کے غضب سے بچانے کے لیے
رات کی تاریکیوں میں بھاگ گئے
زخمی، خستہ اور بدحال تھی ملت
خونخوار ترین دُول سے نبرد آزما تھی مگر
نبرد آزما تھی، غلام نہ بننے کی خاطر دوگنہ
دوگونہ نہ لٹنے کی خاطر
......اور زمیندار دشمنوں سے جا ملے
اور گاؤں، بھیڑوں، بکریوں کو ہانکتے لے جاتے ہوئے
دلہنوں کی عزت سے کھیلتے ہوئے
بچوں کو قتل کرتے، استقلال کو تباہ کرتے ہوئے دشمن کو دیکھا تو لوگوں نے
ہاتھ میں ٹکوا، تفنگ اور بندوق پکڑ کر پہاڑ کی طرف نکل گئے
اور برفشار کی مانند بھر گئے لڑاکو گروہ
اور ہمارے ساتھ آ ملے تیونس اور ہند کے غلام (۱۱)

اصل میں ’’داستان قوائے ملی‘‘ محض جنگ حریت کو بیان کرنے والی کوئی داستان نہیں بلکہ بیک وقت حقیقتوں کا تاریخی احوال بھی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ استعماری قوتوں نے کس طرح کہیں توڑ ڈرامار چا کر اور کہیں ظلم وستم ڈھا کر اقوام عالم کو اپنے شکنجے میں کس لیا۔ پھر یہ ان کی زیادتیوں اور ظلم وستم اور قوتوں کو غلام بنانے کے رویوں کی کہانی بھی ہے۔

ناظم حکمت نے نہ صرف ایشیا میں مغربی استعمار ہی کو موضوع بنایا بلکہ افریقہ کی صورتِ حال کا بھی قریب سے مطالعہ کیا۔ ۱۹۳۵ء میں چھپنے والی کتاب ’’طرانتا بابو کے نام خطوط‘‘ میں میسولینی کے دور میں فنون کی تعلیم پانے کے لیے حبشستان سے روم میں آنے والے ایک نوجوان کے اپنی بیوی طرانتا بابو کے نام لکھے گئے خطوط ہیں۔ ان خطوط میں مغربی استعماریت کے علاوہ اس دور میں پھیلنے والی فاشزم کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ اس مجموعے میں ناظم حکمت کے سیاسی اور نظریاتی پہلو دوسرے مجموعوں کی نسبت زیادہ واضح اور نمایاں انداز میں سامنے آتے ہیں:

افریقہ، نیوزی لینڈ کی نوآبادی؛
صبح کے چار بجے، رائفل کے بٹ نے دروازہ پیٹا
اور یہ ہے فوٹوگراف:
میرے سیاہ فام بھائی ایک زیرجامہ اور پیروں سے ننگے
گلابی مٹھیوں والے ہاتھ، گھنگھریالے بالوں والے سروں کے اوپر
دیوار کے نیچے قطار باندھے،
بالکل ہماری طرح؛
ہمارے دروازوں پر بھی رائفل کے ہٹ مارے گئے
ہمارے بھی ہاتھ اوپر اُٹھے ہوئے، پاؤں ہمارے ننگے
مگر ہم پر منحصر ہے
دیواروں کے نیچے اسیر بن کر رہنا یا نہ رہنا(۱۲)

ناظم کی حب الوطنی اور مغرب سے مخالفت اپنے ملک تک محدود نہیں بلکہ ساری دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ جہاں کہیں مغربی استعماریت اور نوآبادیاتی نظام ہے اس کی مخالفت کے لیے وہاں ناظم حکمت موجود نظر آتا ہے۔ وہ اپنی شاعری اور عمل کے ذریعے اپنے عہد کی درندہ استعماری قوتوں کو بے نقاب کرتے رہے اور فسطائیت کی عالم گیر سازشوں کا پردہ چاک کرتے رہے۔

حوالہ جات

1. Nedim Gursel, 'Duniya Sairi, Nazim Hikmet', 2003, Istnabul, Can Yayinlari, P. 23

۲۔ راقم کا مضمون، 'غدارِ وطن' شاعر ناظم حکمت کی حب الوطنی، ۲۰۰۸ء، جرنل آف ریسرچ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان شمارہ ۱۳، ص ۲۰۱

3. Ahmet Oktay, 'Cumhuriyet Donemi Edebiyati' 1993, Ankara, Kultur Bakangili, P. 1078.

۴۔ راقم کا مضمون، 'ناظم حکمت کی حیات وفن پر ایک نظر'، مجلّہ فنون، شمارہ ۱۱۸، ص ۲۱

۵۔ شاعر اس نظم میں یہ فٹ نوٹ دیتا ہے 'پچھلے دنوں میں اخبارات میں یہ خبر آئی؛ امریکہ کے وزیرِ خارجہ مسٹر ڈلس نے یہ کہا 'اٹلانٹک پیکٹ میں سب سے سستی فوج ترکوں کی ہے۔ ایک ترک فوج پر ۲۳ سینٹ خرچ آتا ہے۔ میں نے اس مسئلے پر ایک نظم لکھی'

6. Nazim Hikmet, 'Yeni Sirler', 2002 Istnabul, P. 32

7. Ibid, P. 38

8. Ibid, P. 101-102

9. Nazim Hikmet, '835 Satir', 1995, Istanbul, Adam Yay, P. 172

10. Ibid, P. 218

11. Nazim Hikmet, 'Kuvayi Milliye' 2002, Istanbul, YKY, P. 15-16

12. Nazim Hikmet, 'Son Siirler' 2002, Istnabul, YKY, P. 113